ایجانب

نقاب رخ سے اوٹھایا ہے دیکھنا بچا رکھیں گے کس کی جوانی اوتارے بیٹھے ہین

حضرت ۔ آجکل کی جنگ اٹلی و ترکی میں دار و گیر گفتنی نہ آید ۔ الحمد للہ ۔ جزاک اللہ ۔ ہم اس بہادر ترکی فوج کے جب اگلے پچھلے کارنامے کو دیکھتے ہین ۔ اور اس کی بہادری پر نظر دوڑاتے ہین ۔ تو بجلی کی طرح اس کو بے اختیار بے ساختہ کہنا پڑتا ہے ۔ اور جوشِ خوشی اس کے ڈنڈے کو بھی چاہتا ہے ۔ اگر کوئی ہندوستانی والنٹیر وہاں ہو تو ہماری طرف کا ہزار تحسین و آفرین کا بیرنگ پارسل اُن تک پہونچا دے ہم شکرگزاری سے مجوب نہ ہون گے ۔ پروردگار عالم اس فوج کو اس شوب سے بچائے ۔ طرابلس الغرب گیا تو بلا سے ۔ جوتی کی نوک سے ۔ یہ وہ مثل تو ہے نہیں کہ آنکھیں گئیں جہان گیا ۔ دانت گئے سواد گیا ۔ لاکھ دو لاکھ میل زمین کا قطعہ ہی گیا نا ۔ کچھ پرواہ نہیں ؎

دل گیا ۔ آس نے لیا ۔ ہم کیا کرین
جانے والی چیز کا غم کیا کرین

مگر یہ ضرور ہے کہ ترکیوں نے جان پر کھیل کے مقابلہ کیا ۔ بقول شخصے

ع مقابلہ تو دلِ ناتوان نے خوب کیا

اٹلی والوں کی بدتہذیبی تو دیکھئے ۔ کہ اس لڑائی مین سندر کی مچھلی بچ گئی گویا کھیل ہو گیا ۔ اٹلی پوچھتی ہے کہ مچھلی مچھلی کتنا پانی ۔ وہ کہتی ہے آبلا لون ۔ اتنا پانی ۔ خدا جانے اس نے اپنی تہذیب کہان چولھے بھاڑ مین جھونکدی ۔ بہادر فوج ہو تو ترکی جیسی ہو ۔ آپ جانتے ہین کہ ترقی کا زمانہ ہے ۔ اس بہادر فوج نے سوچا کہ اس پانی کے چٹیل میدان مین پیچھے رہنا زیبا نہیں ۔ قلب کو چھوڑ کر ترقی کے میسرہ اور میمنہ نے پیر قدم رکھتے ہی یہ کہ غبارہ بازون کی ترپون کے نزدیک پہونچ گئے ۔ پہلے تو صرف بہادر ہی تھے ۔ اب گویا ڈبل بہادر ہو گئے ۔ کہ ایسی سرزمین پر قدم گاڑ دئے ۔ جو زمین و آسمان کے قلابون کے بیچون بیچ ہے ۔ یہان تک ترقی کی کہ ضرورت سے زیادہ بہادری دکھانے کا موقع ہاتھ آگیا ۔ اور آسمانی بلاؤن سے بھی مٹ بھیڑ کرنے کو مستعد ہو گئے ۔ اور ایسے کٹ کٹ کے لڑنے لگے ۔ کہ اس شعر کو غلط کر دیا ؎

تو کار زمین را نکو ساختی ۔ کہ با آسمان نیز پرداختی

ہم سمجھ گئے کہ یہ بہادر فوج دشمن کو بخشنے والی نہیں ۔ کس کو ؟ طرابلس الغرب کو ۔ اوپر والون کو نیچے والون سے زیادہ کیل کانٹے سے لیس ہو کر بہانپتی ہے ۔ دیکھئے ناکس خوبصورتی سے دشمن کی فوج کی سرکوبی میں مصروف کارزار ہے ۔ اب یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ؎

اے ترک من مناز ۔ کہ ترکی تمام شد

فوج ظفر موج اندرون علاقہ حملہ پر حملہ کر رہی ہے ۔ اور کہتی ہے کہ جان جائے پر آن نہ جائے ۔

زمین و آسمان کے مصائب سے مقابلہ کرنا بڑے ہاتھ پیر کے کلیجے والوں کا کام ہے ۔ ترکی بہادر فوج کے دل گردہ پر آفرین ہے ۔ تھوڑے اور بہت کی پرواہ ہی نہ کی ۔ وہ بہت ہیں ۔ تو دنیا وہ نہیں کو تھوڑی تھوڑی کرے گی ۔ یہ سمجھ کے بے سان و گمان اپنے اوسان کے ساتھ ان سے مقابل ہوئے ۔ آخر جان پر کھیل کے ہزار دن الله کے پیارے ہو گئے اور جی کیا پرواہ ہے ۔ بیچاروں نے بہشت نصیبون نے دشمن کو نیچا دکھا کے دنیا بھر مین نام تو کر دیا ۔ اگر یہ بہادر ترکی فوج اسی طرح کر گس کا پھل کھا کے بہادری دکھاتی رہی ۔ تو ایک دن افریقہ کا علاقہ صفا چٹ میدان نظر آئیگا پھر اٹلی کی ناک میں کوڑی ڈال دینا کچھ دشوار نہ ہوگا ۔ ورنہ ؎

چنانچہ دست بدست آمد است ملک بما

تو ہوتا ہی رہا ہے ؂

رات کا خواب الٰہی توبہ   آپ سُنیے گا تو گھبرایئے گا

کل ایجانب جو بستر استراحت پر آرام فرما ہوئے ۔ تو زن سے خواب میں داخل ہو گئے ۔ آنکھیں بیچ کے گھڑی گھڑی گھڑی کو دیکھ رہے تھے کہ ایک دفعہ ہی اس کی سوئی دوپہر پہ ٹکتی ہوئی نظر آئی ۔ بس پھر کیا تھا ۔ الٹھ گھبرائے ہوئے اور بازار کو ہو لئے ۔ بازار سنسان نہ آدمی نہ حیوان ۔ بازار کی سیر سے شخص ہو نکلا ہی کے ہاتھ گھر کو ہو لئے ۔ پھر گھڑی کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ سونے کی تیاری ہے ۔ وقت قریب ہے ۔ جھٹ قدم بڑھاتے ۔ اور جلد جلد چلتے ۔ رستے میں اتفاقاً ایک حسینہ کا معاملہ پیش نظر ہوا ۔ نام کا اظہار کرنے سے گو رشتا ملا کیونکہ شروع ہو گیا ہے آہستہ خرام بلکہ مخرام ۔ زیر قدمت ہزار جان است ۔ اور گھر کو آئے ۔

یاران ہم قالب

پھر آن پہونچی

مسٹر ... تسلیم حضرت آپ کو کچھ خبر بھی ہے۔ کہ وہ پھر آن پہونچی۔ ارے میاں بتاؤ۔ تو کون آن پہونچی۔ حضرت وہ آن پہونچی۔ وہ پھر آن پہونچی۔ حضرت کہیں خبط تو نہیں ہوگیا ہے۔ جو بار بار یہی کہے جاتے ہو کر وہ آن پہونچی۔ وہ آن پہونچی۔ بتلاؤ بھی کون آن پہونچی۔ حضرت آپ تو خود جانتے ہیں۔ اور یاروں سے پوچھتے ہیں۔ وہ آن پہونچی۔ تو کیا سندھاں کی فتنہ تیز رفتار میں آن پہونچی۔ یا کوئی رد ویشش رنڈی آن پہونچی۔ یا کسی رنڈی باز کی موت سوزاک۔ آتشک کی معرفت آن پہونچی۔ یا کسی قرقت زدہ کے پاس اُس کی معشوقہ ہاتھ میں برانڈی کی بوتل لئے ہوئے آن پہونچی۔ یا کوئی بلی گوشت کی رکابی پر آن پہونچی۔ یا کوئی بوڑھی خرانٹ نائکہ عیاشوں سے رقم اینٹھنے کو قبرستان سے آن پہونچی۔ اچھا اب جانا کہ شاید آپ کی موت آن پہونچی۔ واہ حضرت یاروں سے تو موت بھی دور بھاگتی ہے ؎

جب کہ مرنے کو ہو گئے تیار

موت بھی ہم سے منہ چھپاتی ہے

آپ ہی فرمایئے ہمارا موت کیا کر سکتی ہے۔ تو کیا آپ کی نئی معشوقہ کے پاس سے کوئی انکاری تحریر آن پہونچی۔ یار تم بھی خوب ہو۔ ہم تو خود ہی معشوق ہیں۔ سینکڑوں رنڈیاں یاروں پہ مرتی ہیں۔ مگر ہم ہیں کہ نازو نخرہ میں اکڑے جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ؎

لال بی بی ہزار دنیا میں

اپنے دل کو نہ کوئی بھاتی ہے

اچھا تو کیا سردی خانم آن پہونچی۔ واہ حضرت خوب سمجھے۔ ابھی سردی خانم کو فائنل (آخری) چارج کہاں ملا ہے۔

آج اکتوبر کی ۲ تاریخ ہے۔ بجلی چمک رہی ہے۔ بادل گرج رہے ہیں آسمان پر کالی گھٹائیں چھا رہی ہیں۔ پانی بھی گو موسلا دھار نہیں مگر برس ہی رہا ہے۔ سمجھے اب بھی آپ کی سمجھ کے بیچ کے درمیان میں پہونچا کہ برساتی خانم پھر آن پہونچیں۔ کل بھی آئی تھیں مگر جھلک دکھا کر چلی گئی

نہیں۔ ان کا یہ بے وقت کا آنا شاید ہی کسی کو اچھا معلوم ہوگا۔ خدا کرے یہ بھی اپنے ایڈیکانگ ابرخاں کے ہمراہ ٹھنڈی ہو جائیں اور ایجانب کو اپنا پتہ بتلا جائیں۔ جب ضرورت ہوگی تو بلالیں گے۔ اچھا رخصت۔ بندگی۔

ساقیہ۔ لعل بریلوی ازمرادآباد

شہر خموشاں کی سیر

مائی ڈیر دہلی پنچ۔ گڈ مارننگ کا بیرنگ پارسل۔ آپ کی خدمت کے بچو بیچ کے درمیان کے اندر کے باہر کے مرکز کے متصل کے قریب کے بعد میں ارسال ہے۔ امید کہ کچھ سونے چاندی کے ٹکے خرچ کر کے اس کو چھڑا لیا جائے گا۔ واہ صاحب واہ آپ نے تو آج ایسا کلا پھاڑا ہے۔ کہ جیسے مُردہ بولے کفن پھاڑے۔ یہ بھی آدمیت کی بات ہو سکتی ہے۔ اجی حضرت آپ کی خفت میرے سر آنکھوں پر۔ ایک عجیب و غریب واقعہ عمدہ سا چھپا تھا۔ اسے بھولا سا بیٹھا تو صاف بھلا چکا۔ کشبوتی میں کچھ مضمون سنانے ایجانب۔ بلند اقبال اپنی تشریف شریف کا ڈیرہ جما لائے ہیں۔ تو پھر ارشاد بھی سنئے ہاتھوں فرما دیجئے گا۔ کیونکہ ایسی ایچ پیچ کی باتوں سے واسطہ۔ غرض۔ سبب۔ وجہ۔ باعث۔ وجہ۔ مجھے سنئے مگر پہلے دونوں ہاتھوں سے کلیجے کو مضبوط پکڑنے کا خیال رہے۔ اس کے علاوہ اپنی توند شریف پر آپ زور دے کر میری جانب دو زانو ہو بیٹھے۔ ایجانب کی جو کل صبح طبیعت گھبرا گئی۔ دل میں ٹھانا کہ بیٹھے بیٹھے کیا کرتے ہیں چلو شہر خموشاں ہی کی سیر کر آئیں۔ پھر کیا تھا۔ ہم نے اپنے خیال کے خادم کو حکم دیا۔ کہ فوراً ہی بگھی تیار کر دی جائے۔ ہم ذرا کبرستان جانا مانگتا ہے۔ بھلا پھر دیر کاہے کی تھی۔ فوراً سے پیشتر سب سامان مکمل ہوگیا۔ بندۂ درگاہ ال کبرستان دل مرگیٹ کی سیر کو چلد ئے۔ راہ میں دیکھا کہ سیکڑوں مسلمانوں کے جنازے چلے جا رہے ہیں۔ اور ہندوؤں کی ارتھیاں الگ چلی آ رہی ہیں۔ بہر سو قیامت کا جو دیکھا تو کل من علیہا فان کا حال آئینہ ہوگیا۔ ہم اپنی موت یاد کر کے بہت روئے۔ اور آجکل طاعون محرون کے قدم کی بدولت دو دو سو جنازے بعد حسرت یہ شعر پڑھتے ہوئے طرف ملک جاودانی کوچ کر گئے ؎

وہ در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہین
خوش رہو اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہین

ہر ایک شخص کھول تلی و رنج و غم کا ماتم کدہ بنا ہوا ہے - ہزار دن امیدین سینکڑون لاکھون مرادین اور آرزوئین نا ہین کے اندر مدفون کردین - خدا تعالے اس طاعون ملعون کو دنیا جہان سے اٹھالے آمین یا رب العالمین - فقط

راقم محمد خان امان بھوپالی - از بھوپال

پتلی کا تماشہ

ساتھ پردون مین وہ کب شرم وحیا کرتے ہین
پتلی بن کر مری آنکھون کی پھرا کرتے ہین

ایک دن اینجانب اپنے دروازہ پر استادہ تھے - تو کیا ملاحظہ فرماتے ہین - کہ ایک بڈھا بابا آدم سے بھی سن وسال میں بڑا اقد کمانی تھے ہوئے ایک ٹٹو پر کچھ لادے چلا آ رہا ہے - نزدیک آکر السلام علیکم اینجانب تم کون ہو - سرکار ہم ہین تماشے والے - خبر پاتے ہی فوراً سے پیشتر یاران طریقت نے ہاتھون ہاتھ لے لیا - اور بڑی آؤ بھگت کی اور کھانے پینے کا پورا سامان کرکے اینجانب کے دروازے کے سامنے کے مقابل ٹھیرا دیا - سر شام سے موقع تماشا کی آرائش ہوئی - فرش فروش بچھائے گئے - روشنی کا کافی سامان ہوا - مجمع ہزار دن انسان ہوا - بدولت بھی بعد ۹ بجے وظیفۂ نماز سے فراغت پا کے مقابل کے بیچون بیچ آکے ڈٹ گئے - دربار اکبری کے مناظرے کی تیاریان تھین - جادو بکس اٹھا دیا گیا - فراش نے فرش بچھایا - چپراسی اوطاردلی آنے لگے طرح محفل کی آرائش ہوگئی - اونچی اونچی کلغیون والے سر ادب نیچا کئے باری باری آنے لگے - پھر تو ناظرین کی ٹکٹکی سی بندھ گئی - یہ آن آیا - نواب رامپور - یہ کون نواب حیدرآباد - یہ کون مہاراجہ گوالیار یہ کون امیر ٹونک - یہ کون نواب لکھنؤ - سب آ آ کے موقع نشست پر بیٹھ جاتے تھے - آخر کو شاہنشاہ جم جاہ اکبر بادشاہ ہزاران جاہ وجلال سے ہاتھی پر سوار تشریف لائے - گانے والی ایک لڑکی تھی جس کی تعریف میر حسن مرحوم نے یہ شعر لکھا ہے

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن جوانی کی راتین مرادون کے دن

صورت تو اچھی نہ تھی - مگر گانا اچھا آواز دلکش تھی - سامعین کے بیچ میں انداز سے اس غزل کو گایا - کہ سامعین کو مرغ بسمل بنا دیا - غزل ناظرین اخبار کی دلچسپی کے لئے درج ذیل ہے -

غزل

چوڑی والی - تجھ کو بہنا دے سہانی چوڑیان
گورے ہاتھون مین نہین کھلتی ہین دھانی چوڑیان
ہے سیہ پوش آج کس کے سوگ مین وہ سرخ پوش
آسمانی جوڑے پہنے - آسمانی چوڑیان
کہتے ہین وہ اور - کی اوتری نہ ہاتھوں میں چڑھا
دیکھ یہ اوٹھتی جوانی - اور پرانی چوڑیان
مانگ کہتی ہے نوچی سے ابھی کل پہنین آن
تو نے توڑ ڈالین کہان - او نمانی چوڑیان
شکل نازک ہاتھ کی - پھر کھینچنا - آسان نہین
کیا نہ کھینچ سکے اوستاد بہزاد مانی چوڑیان
ہاتھا پائی کرکے وہ - خلوت مین لت پت ہوگئے
ہوگئین فرط عرق سے پانی پانی چوڑیان
حسن چیلون سے اونگلی کا - حنا سے زیب کف
زینت ساعد کی ہیں ہے - باقی صبا فی چوڑیان
دل کھنچا جاتا ہے کیون - عاشق کا ہنگام نظر
کرتی ہیں سرخی سے کیا آتش فشانی چوڑیان
چھن چھنا کر یار کے ہاتھوں میں بوقت دست بوس
ہین ستاتی ہم کو اور بڑھ بڑھ بانی چوڑیان
جوش آجاتا ہے وقت وصل جس دم پیار مین
عاشقون کو ہین سناتی - خوش بیانی چوڑیان
لپٹی رہتی ہیں سدا کس پیار سے ہاتھوں مین وہ
حسن کی کرتی ہیں بے شک پاسبانی چوڑیان
حلقۂ گیسو کا ہم کو جان کر ماینے اسیر
دے گئی ہیں اپنے ہاتھوں کی نشانی چوڑیان
دیکھو تو عباس اُن کے پیارے پیارے ہاتھ مین

کیسی پیاری لگتی ہیں وقت جوانی چوڑیاں

پھر جابجا خاست ہوا۔ یاران ہم قالب رخصت۔ کہاں وہ عالم تھا کہ غزل سرائی۔ امرا و زردار کی آمد۔ فرش فروش۔ مصفا و روشنی ہر طرح کی مہیا۔ ہزاروں زن و مرد کوئی صحن مین رکتا۔ کوئی خوبی ہیں فرد۔ کہاں وہ سناٹا ہوگیا۔ کہ ایک پرندہ بھی پر نہ مارتا تھا۔ بیساختہ یہ شعر استاد کا یاد آگیا۔ بیت

رنگ ہستئ عدم آئینہ دکھلاتا ہے
کہ دہر سب نظر آتا ہے اور ہر کچھ بھی نہیں

ہستی کا تماشہ تھا۔ عدم و وجود کا نقشہ تھا +

راقم عباس۔ از سمبھی۔ ضلع اعظم گڑھ

کھیرا شاہ صاحب کی عربی
آدھا گھی۔ آدھی چربی

یہان تشریف لائے اک کھیرا شاہ صاحب ہین
کہ جن کے سامنے عربی کے علما طفل مکتب ہین
بہت ہے دخل عربی مین۔ زبان ہے ان کی خود عربی
ہین جتنی اصطلاحین۔ ان کے مطلب وہی سب ہین
وہ عربی کو کہیں ہی۔ بتائین معنے آربی
عرب کو وہ ارب بولین۔ بتائین معنے آرب ہین
ہین ہم سب لوگ کمتر اور سب سے آپ ہین برتر
کھیرا آپ ہین تکئے وغیرہ لوگ ہم سب ہین
نہ لیجو نام ہرگز بے وضو۔ تم شاہ صاحب کا
نہیں تو سینت ڈالین گے بہت ہی آپ بیڈھب ہین
جو ہنر سب سے برتر ہین۔ وہ ان سے کام لیتے ہین
یہ ایسے ہین کہ تکیے تک کے ان کو جانتے سب ہین

یا ایّھا الحضرتُ۔ اوہہ۔ اوہ توبہ توبہ۔ جو بات سو منہ سے نکلتی ہے عربی ہی زبان مین نکلتی ہے۔ اپنا سو منہ پیٹ ڈالون یا کھیرا شاہ صاحب کو داب بیٹھون۔ کیا کرون کیا نہ کرون۔ اوہ نہ۔ جی لاحول ولا قوۃ۔ بالکل مین مرغا ہوگیا ہون۔ بکر گڑوں کرنا کے بجائے ساتھ فصاحت کے کیا ذکر کروں۔ کیا کروں زبان سے نکلتا ہے۔ خیر کچھ عرض نہیں اگر کھیرا شاہ زیادہ پریشان کرین گے۔ اور زیادہ گر دوڑائین گے۔ تو اگرچہ مین دو ہی کیوں نہ ہون۔ مگر ضرور بالضرور خاک چھان کر۔ اور کپتی کاٹ کر داب بیٹھوں گا۔ پھر اگر یہ خوف سے سمٹ کر بالکل مرغی نہ بن جائیں اور آنکھوں سے انڈے مسلسل نہ دینے لگیں۔ تو ہمارا قصور۔

ناظرین ذرا مؤدب و تہ نہ ہو کے کھیرا شاہ کی چھاتی پہ چڑھ بیٹھئے تاکہ مین کچھ حال بیان کرون۔ اے لیجے وہ دیکھئے کھیرا شاہ صاحب بھی آگئے۔ کیسا نور برستا ہے۔ نور کیا۔ بالکل دہور (دھول)، ہے جہان کھیرا شاہ صاحب جا بیٹھیں۔ وہان دہور کیون نہ برسے! ابھی تو دہور ہی برستی ہے جب ان کا درجہ بڑھ جائے گا۔ تب تو شاید آسمان سے سر پر برسین گے۔ ابھی تو ان کا ذکر خیر ہی ہوتا تھا۔ واقعی زندگی بڑی ہے ذرا دیکھئے تو یہ عجز و انکساری۔ کہ آپ اونٹ سے بڑے ہوگئے ہین۔ اور میان جہم صاحب (کھیرا شاہ کے رفیق) آپ کے آگے زمین پر صندل کی طرح گڑ رہے ہین۔ اور نہیں نہیں کہہ رہے ہین۔

آیئے ناظرین علیحدہ چلیں۔ اور کھیرا شاہ کی کچھ تعریف سنائیں جس کو سن کر آپ کے پیٹ مین بل پڑ جائیں گے۔ اگر بل نہ پڑین تو ہمارا قصور کھیرا شاہ کی تعریف کرنا تو فضول بلکہ بالکل فضول اور ڈبل فضولیات سے ہے۔ کیونکہ مجھ مین اتنی لیاقت کہاں زبان شاید تھوڑی بھی گھل جائے۔ تو زبان کا قصور سا یہی ان کی بدنصیبی۔ کیونکہ یہ بدنصیبی نہیں تو اور کیا ہے کہ مجھ جیسا بزرگ پوری تعریف نہ کر سکے۔ لیکن کچھ تھوڑا سا حال اپنی زبان مبارک سے ارشاد کرتا ہون۔ سنو اور ضرور سنو۔ کان منہ مین لگا کر پردے پھاڑ کر سنو۔ مگر یہ خیال رہے ؎

ہزار بار بشویم دہن۔ زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

کھیرا شاہ صاحب آسمان پر سے ہزاروں جاہ و جلال سے اس دنیا مین تشریف لائے۔ آسمان پر آپ کو مختلف ناموں سے یاد کرتے ہین۔ کوئی کہتا کوئی انا کرتی و مدار ستارہ۔ کوئی جھاڑو کہتا ہے۔ اس کے متعلق شیخی جغینی کا ایک واقعہ آئندہ اخبار مین ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج کیا جائیگا + (باقی آئندہ)

راقم۔ ہدایت علی ہرانی